87983 ـ والد صاحب تعليم مكمل كرنے سے پہلے شادى نہيں كرنے ديتے

سوال

ميں بيس برس كا نوجوان ہوں اور الحمد للہ ميرى مالى حالت بھى اچھى ہے، ميں شادى كرنا چاہتا ہوں ليكن ميرے والد صاحب مجھے شادى نہيں كرنے ديتے كہتے ہيں پہلے تعليم مكمل كرو اور پھر شادى كرنا، مجھے كيا كرنا چاہيے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

شادى كى استطاعت ركھنے والے كے ليے شادى جلد كرنا مستحب ہے كيونكہ اللہ عزوجل كا فرمان ہے:

اور تم ميں سے جو مرد اور عورت بے نكاح ہيں ان كا نكاح كر دو، اور اپنے نيك بخت غلام اور لونڈيوں كا بھى النور (32).

حافظ ابن كثير رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" يہ شادى كا حكم ہے، اور علماء كا ايك گروہ كہتا ہے كہ استطاعت ركھنے والے كے ليے شادى كرنا فرض ہے، انہوں نے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے درج ذيل فرمان كے ظاہر سے استدلال كيا ہے:

" اے نوجوانوں كى جماعت تم ميں سے جو كوئى بھى شادى كى استطاعت ركھتا ہے وہ شادى كرے، كيونكہ يہ آنكھوں كو نيچا كر ديتى ہے، اور شرمگاہ كے ليے عفت كا باعث ہے، اور جو استطاعت نہيں ركھتا وہ روزے ركھے كيونكہ يہ اس كے ليے ڈھال ہے "

اسے بخارى و مسلم نے ابن مسعود رضى اللہ عنہ سے روايت كيا ہے.

اور كئى ايك طريق سے سنن ميں مروى ہے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" شادى كرو، اور بچے پيدا كرو، اور نسل چلاؤ كيونكہ ميں روز قيامت تمہارے ساتھ فخر كرونگا "

الايامى: ايم كى جمع ہے اور يہ اس عورت پر بولا جاتا ہے جس كا خاوند نہ ہو، اور اس مرد پر بولا جاتا ہے جس كى

بیوی نہ ہو، چاہے اس نے شادی کر کے علیحدگی کر لی ہو یا شادی نہ کی ہو " انتہی بتصرف

دوم:

بیٹے کو چاہیے کہ وہ والد کے سامنے صراحت سے شادی کی رغبت بیان کرے، اور باپ کو بھی چاہیے کہ وہ اس کی قدر کرے اور بیٹے کی شادی میں معاونت کرے، بلکہ اکثر فقہاء تو کہتے ہیں کہ قدرت و استطاعت کے وقت ایسا کرنا واجب ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ہمارے اصحاب کہتے ہیں: اگر بیٹے کا نان و نفقہ والد پر ہو تو اسے بیٹے کی عفت کا خیال کرنا چاہیے جب وہ عفت و عصمت کا محتاج ہو، اور بعض اصحاب شافعی کا بھی یہی قول ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی (8 / 172).

اور شیخ بن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بعض اوقات انسان کو شادی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے جس طرح کھانے پینے کی حاجت ہو، اسی لیے اہل علم کا کہنا ہے:

جس کا نان و نفقہ اور اخراجات کسی کے ذمہ لازم ہو تو اگر اس کا مال اتنا ہو کہ وہ اس کی شادی کر سکے تو اس کی شادی کرنا بھی لازم ہے، اس لیے اگر بیٹا شادی کی ضرورت رکھتا ہو اور اس کے پاس شادی کے لیے مال نہ ہو تو باپ کے لیے بیٹے کی شادی کرنا واجب ہے.

لیکن میں نے سنا ہے کہ کچھ ایسے باپ بھی ہیں جو اپنی جوانی کی حالت بھول چکے ہیں جب ان کا بیٹا ان سے شادی کرنے کا کہتا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں:

تم اپنے پسینے کی کمائی سے خود شادی کرو، یہ جائز نہیں بلکہ اگر وہ اس کی شادی کرنے پر قادر ہو تو ایسا کہنا حرام ہے اور اگر باپ نے قدرت ہونے کے باوجود بیٹے کی شادی نہ کی تو روز قیامت بیٹا اس کے ساتھ جھگڑا کریگا " انتہی

ماخوذ از: مجموع فتاوی ابن عثیمین (18 / 410).

اور جو غلط اشیاء معروف ہو چکی ہیں ان میں یہ بھی شامل ہے:

باپ کا اس معاملہ میں بیٹے سے اعراض کرنا، اور بیٹے کی اس ضرورت سے تجاہل برتنا، بعض اوقات بیٹے کو شادی کی ضرورت بہت شدید ہو سکتی ہے، جس میں تاخیر کرنے کے نتیجہ میں ایک قسم کا انحراف اور غلط کاری کی طرف جانا پیدا ہو سکتا ہے، اور یہ سب کو معلوم ہے کہ لوگ اس ضرورت میں مختلف ہوتے ہیں، اور اس سلسلہ میں اپنے آپ پر کنٹرول کرنے میں کوئی کم اور کوئی زیادہ ہوتا ہے، اور پھر جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ بیٹے کو شادی کی ضرورت ہونے کے باوجود باپ کا شادی سے منع کرنے میں باپ گنہگار بھی ہو سکتا ہے.

اور کچھ باپ ایسے بھی ہوتے ہیں جو تعلیم اور ملازمت کو شادی پر مقدم سمجھتے ہیں، اور وہ اس سے قبل بیٹے کی شادی کا سوچتے بھی نہیں جو کہ بہت بڑی غلطی ہے، بلکہ معاملہ کو بغور دیکھنا اور پرکھنا چاہیے، اور مصلحت اور مفاسد و خرابی کے مابین موازنہ کرنا چاہیے، اور اپنے بیٹے کی شادی کی ضرورت و حاجت کو جاننا چاہیے، اور شادی اور تعلیم دونوں کے حصول میں بیٹے کی قدرت و استطاعت کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے.

اور جب ان دونوں کا جمع کرنا ممکن نہ ہو تو پھر مقدم کسے کیا جائیگا، یقینا دین کی حفاظت معتبر ہے، بلکہ بدن و مال کی حفاظت مقدم ہے، اور بالاولی یہ تعلیم پر مقدم ہو گی.

سوم:

بعض اوقات باپ بیٹے کی تعلیم سے قبل شادی کرنے میں معذور ہو سکتا ہے، یا تو اس لیے کہ وہ دیکھتا ہے کہ بیٹا اپنے تصرفات میں غیر منضبط ہے صحیح نہیں، اور وہ خود اپنی ذمہ داریاں نہیں اٹھا سکتا چہ جائیکہ کسی دوسرے کی ذمہ داری اٹھانے کا متحمل ہو.

یا پھر وہ دیکھتا ہے کہ بیٹا اپنی تعلیم میں سست ہے اور کوتاہی کر رہا ہے، اور اس کا ظن غالب ہے کہ شادی کے بعد اس کی سستی میں اور اضافہ ہو جائیگا.

یا پھر وہ دیکھتا ہے کہ بیٹے کو شادی کی زیادہ شدید ضرورت نہیں، بلکہ صرف ایک عام سی رغبت ہے یا پھر کسی دوسرے کی تقلید اور نقل میں ایسا کر رہا ہے.

اس لیے بیٹے کو چاہیے کہ وہ باپ کے عذر کو تلاش کرے اور اسے مطمئن اور راضی کرنے کی کوشش کرے، اور اپنی شادی کی ضرورت کو بیان کرے، اور شادی کے بعد بیوی کی دیکھ بھال کی قدرت اور استطاعت کو سامنے لائے.

ہم اللہ تعالی سے آپ کے لیے توفیق کی دعا کرتے ہیں.

واللہ اعلم .